شهر رمضان الذي انزل فيه القرآن

ماہِ رمضان المبارک

خطبہ شعبانیہ کے آئینے میں

امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان

رہبرِ معظم انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمیٰ

سید علی خامنہ ای (حفظہ اللہ) نے فرمایا:

ماہ رمضان المبارک فی الواقع مسلمانوں کے لیے ایک بڑی عید ہے جس پر مومنین کو ایک دوسرے کو مبارک باد کہنا چاہیے اور ایک دوسرے کو اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی نصیحت کرنی چاہیے کیونکہ یہ خدا کی میزبانی کا مہینہ ہے اس مہینے میں صرف مومنین ہی کریم اور احسان کرنے والے پروردگار کے دسترخوان پر بیٹھتے ہیں۔ یہ پروردگار کے اس دسترخوان کے علاوہ ہے جس سے سارے انسان بلکہ تمام موجودات عالم استفادہ کرتے ہیں یہ پروردگار کے خاص بندوں کا دسترخوان ہے۔

المہدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی

آئی ایس او پاکستان

بسم الله الرحمن الرحيم

دعائے امام زمانہؑ

اَللّٰھُمَّ کُنۡ لِوَلِیِّکَ الۡحُجَّۃِ بۡنِ الۡحَسَنِ

صَلَوَاتُکَ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آبَائِہٖ فِیۡ ھٰذِہِ السَّاعَۃِ

وَفِیۡ کُلِّ سَاعَۃٍ وَلِیّاً وَحَافِظًا وَقَائِدًا وَنَاصِرًا وَ

دَلِیۡلاً وَعَیۡنًا حَتّٰی تُسۡکِنَہٗ اَرۡضَکَ طَوۡعًا وَ

تُمَتِّعَہٗ فِیۡھَا طَوِیۡلاً

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن

ماہِ رمضان المبارک

خطبۂ شعبانیہ کے آئینے میں

المہدی ادارہ تربیت اسلامی
آئی ایس او پاکستان

المہدی (عج) ادارہ تربیت اسلامی آئی ایس او پاکستان

فہرست

❁ ماہ رمضان المبارک خطبۂ شعبانیہ کے آئینے میں ____ ۵
❁ پہلا محور: فضائل ماہ رمضان المبارک ____ ۶
❁ فضیلت کی معراج ____ ۶
❁ دوسرا محور: اعمال ماہ رمضان المبارک ____ ۱۰
❁ تیسرا محور: تقویٰ و پرہیزگاری ____ ۱۳
❁ چوتھا محور: امیر المؤمنین حضرت علی (ع) کا تعارف ____ ۱۴
❁ ماہ رمضان میں داخل ہونے کی شرائط ____ ۱۷
❁ نتیجہ ____ ۱۹

❁❁❁❁❁

ماہ رمضان المبارک خطبۂ شعبانیہ کے آئینے میں

ماہ رمضان المبارک اپنے آپ کو برائیوں اور گناہوں سے پاک کرنے ،فضائل وکمالات سے آراستہ ہونے اور رب کریم سے قرب کا ایک بہترین اور مناسب موقع ہے،لیکن اس فرصت اورموقع سے صحیح اور مکمل استفادہ کرنا اسی وقت میسر ہے، جب انسان اس مہینہ کی عظمت وفضیلت، اس کے احکام،اعمال،واجبات ومحرمات سے باخبر ہو۔

اس سلسلے کا ایک عظیم الشان منبع و ماخذ خطبۂ شعبانیہ ہے کہ جس میں ان تمام چیزوں کو بطور احسن بیان کیا گیا ہے۔انسان اس میں غور وفکر کے ذریعہ مذکورہ امور کی معرفت اور شناخت پیدا کر سکتا ہے۔اس خطبہ کو رسول اکرم (ص) نے ماہ شعبان کے آخری دنوں میں مسلمانوں کے سامنے ارشاد فرمایا ہے۔

اس خطبہ کو شیخ صدوق نے اپنی کتاب عیون اخبار الرضا علیہ السلام میں نقل کیا ہے۔امام رضا (ع) نے اپنے آبائے طاہرین سے انھوں نے امیر المومنین حضرت علی (ع) سے اور آپ (ع) نے رسول اکرم (ص) سے نقل فرمایا ہے۔

خطبۂ شعبانیہ میں بیان شدہ مطالب کو چار اہم محور پر تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱) فضائل ماہ رمضان المبارک

۲) اعمال ماہ رمضان المبارک

۳) تقویٰ و پرہیز گاری

۴) امیر المؤمنین حضرت علی (ع) کا تعارف

پہلا محور: فضائل ماہ رمضان المبارک

اس خطبہ کے شروع میں رسول اکرم (ص) نے مؤمنین کو ماہ رمضان کی آمد کی خوشخبری دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ قَدْ أَقْبَلَ إِلَيْكُمْ شَهْرُ اللهِ بِالْبَرَكَةِ وَ الرَّحْمَةِ وَ الْمَغْفِرَةِ۔

''اے لوگو خدا کی برکت، رحمت اور مغفرت سے بھر پور مہینہ آرہا ہے۔''

آپ (ص) نے اس مہینہ کو شہر اللہ (خدا کا مہینہ) کہا ہے، اگر چہ سارے مہینے خدا ہی کے مہینے ہیں لیکن چونکہ ماہ رمضان کو ایک خاص شرف وفضیلت حاصل ہے اور اس مہینہ میں خدا سے نزدیک ہونے اور عبودیت واخلاص کے زیور سے آراستہ ہونے کے تمام تر مواقع فراہم ہوتے ہیں، اسی لیے روایات میں اس مہینے کو شہر اللہ کہا گیا ہے۔

فضیلت کی معراج

رسول خدا (ص) نے ارشاد فرمایا:

شَهْرٌ هُوَ عِنْدَ اللهِ أَفْضَلُ الشُّهُورِ وَ أَيَّامُهُ أَفْضَلُ الْأَيَّامِ وَ لَيَالِيهِ أَفْضَلُ اللَّيَالِي وَ سَاعَاتُهُ أَفْضَلُ السَّاعَاتِ

یہ مہینہ خدا کے نزدیک سب سے برتر اور با فضیلت مہینہ ہے، اس کے دن سب سے افضل دن، اس کی راتیں سب سے افضل راتیں اور اس کے اوقات وساعات سب سے افضل اوقات وساعات ہیں۔

اس کے بعد آپ نے ایک بہت اہم بات بیان فرمائی کہ اس مہینے میں مؤمنین کو خدا کی مہمانی کی دعوت دی گئی ہے اور انہیں کرامت الٰہی کا اہل قرار دیا گیا ہے:

دُعِيتُمْ فِيهِ إِلَى ضِيَافَةِ اللهِ وَ جُعِلْتُمْ فِيهِ مِنْ أَهْلِ كَرَامَةِ اللهِ

''یہ ماہ رمضان المبارک کی سب سے برتر اور بالاتر فضیلت ہے اس لیے کہ ایک کریم

صاحب خانہ اپنے مہمانوں کی بطور احسن مہمان نوازی کرتا ہے اور اس کی حاجتوں کو روا کرتا ہے۔"

نبی کریم (ص) نے اس بے نظیر مہمان نوازی کے بعض جلووں کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

ا) ماہ رمضان میں انسان کی اطاعت وعبادت کے علاوہ اس کے روزمرہ کے غیر اختیاری امور کو بھی عبادت کا درجہ دیا ہے اور ان پر ثواب لکھا جاتا ہے۔ اس مبارک مہینے میں مؤمنین کی سانسوں کو تسبیح اور نیند کو عبادت کا ثواب دیا جاتا ہے:

أَنْفَاسُكُمْ فِيهِ تَسْبِيحٌ وَ نَوْمُكُمْ فِيهِ عِبَادَةٌ۔

ثواب عموماً اختیاری کام پر دیا جاتا ہے، سانس کا جاری رہنا انسان کے اختیار میں نہیں ہے اور نہ انسان اسے زیادہ دیر تک روک سکتا ہے، لیکن ماہ رمضان المبارک کی فضیلت اتنی زیادہ ہے اور رحمت الٰہی کا نزول اس قدر بھرپور ہے کہ اللہ تعالی غیر اختیاری عمل کو بھی تسبیح شمار کرتا ہے۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ سانسیں اس لیے تسبیح شمار ہوتی ہیں کہ روزہ کا ارادہ کرنا اور ماہ رمضان کی حرمت کا خیال رکھنا، انسان کو ایسے عالَم میں داخل کر دیتا ہے جہاں انسان نفس امّارہ سے جنگ کرتا ہے، ایسی حالت میں انسان کی حیات کا ہر نقطہ، ایسی حیات ہے جو اللہ کی عین تسبیح ہے، جیسا کہ ملائکہ کی جنس، تسبیح ہے یعنی اللہ کی طرف توجہ کرنا اور اسے عظیم سمجھنا اور خود کو نہ دیکھنا، اور روزہ دار ایسے عالَم میں داخل ہو جاتا ہے۔

تسبیح کے معنی یہ ہیں کہ خداوند کو سلبی صفات اور ہر طرح کے ضعف اور محتاجی سے پاک ومنزہ سمجھا جائے۔ تسبیح کا واضح ترین مصداق ''سبحان اللہ'' کا ذکر ہے۔ تسبیح اور سبحان اللہ کی فضیلت کے بارے میں کئی احادیث نقل ہوئی ہیں، حضرت امام محمد باقر (ع) سے منقول ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا:

مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ غَرَسَ اللهُ لَهُ بِهَا شَجَرَةً فِي الْجَنَّةِ وَ مَنْ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ غَرَسَ اللهُ لَهُ بِهَا شَجَرَةً فِي الْجَنَّةِ وَ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ غَرَسَ اللهُ لَهُ بِهَا شَجَرَةً فِي الْجَنَّةِ وَ مَنْ قَالَ اللهُ أَكْبَرُ غَرَسَ اللهُ لَهُ بِهَا شَجَرَةً فِي الْجَنَّةِ ،

جو شخص کہے: ''سبحان اللہ''، اللہ اس کے لیے اس کے بدلے میں ایک درخت جنت میں لگاتا ہے اور جو کہے: ''الحمد للہ''، اللہ اس کے لیے اس کے بدلے میں ایک درخت جنت میں لگاتا ہے اور جو کہے: ''لا الہ الا اللہ''، اللہ اس کے لیے اس کے بدلے میں ایک درخت جنت میں لگاتا ہے اور جو کہے: ''اللہ اکبر''، اللہ اس کے لیے اس کے بدلے میں ایک درخت جنت میں اگاتا ہے۔

۲) نیک اعمال اسی وقت انسان کی معنوی ترقی کا باعث بن سکتے ہیں کہ جب وہ بارگارخداوندی میں قبول کر لیے جائیں، لیکن بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اعمال مختلف آفات کی بناء پر شرف قبولیت سے محروم رہ جاتے ہیں، مگر یہ کہ فضل وکرم پروردگار ان کی قبولیت کا باعث بن جائے۔ ماہ رمضان میں یہ فضل وکرم مؤمنین کے شامل حال ہوتا ہے اور ان کے اعمال مقبول بارگاہ الٰہی قرار پاتے ہیں:

وَ عَمَلُكُمْ فِيهِ مَقْبُولٌ

قبول اور صحیح ہونے میں فرق ہے یعنی ہوسکتا ہے عمل صحیح ہو، لیکن بارگاہ الٰہی میں قبول نہ ہو، عمل تب صحیح ہوتا ہے جب اس کو تمام اجزاء اور شرائط کے ساتھ بجالایا جائے، لیکن عمل کے قبول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس عبادت میں روح پائی جاتی ہے اور عبادت کی روح، حضورِ قلب ہے جو فحشا اور منکر سے منع کرتی ہے، اگر انسان عبادت کے بعد گناہ کا ارتکاب کرے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ اس کی عبادت قبول نہیں ہوئی، روزے کی روح تقوی ہے، اگر ماہ رمضان کے بعد انسان کا تقوی اور خوفِ خدا بڑھ جائے تو روزے قبول ہوئے ہیں ورنہ اس کی صرف شرعی ذمہ داری ادا ہوئی ہے۔

۳) ماہ رمضان میں خداوندا اپنے مہمانوں کی حاجتوں کو برلاتا ہے اور ان کی دعاؤں کو مستجاب کرتا ہے:

وَ دُعَاؤُكُمْ فِيهِ مُسْتَجَابٌ۔

کیونکہ روزہ دار کا حضور قلب زیادہ ہوتا ہے اور انسان کی جتنی اللہ کی طرف توجہ زیادہ ہو، دعا

کے مستجاب ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔

خداوند نے سورہ بقرہ میں روزے کی آیات کے فوراً بعد والی آیت میں بیان فرمایا ہے:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ،

اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو (آپ کہہ دیں) میں یقینا قریب ہوں، جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا و پکار کو سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں۔ تو ان پر لازم ہے کہ وہ میری آواز پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں (یقین رکھیں) تاکہ وہ نیک راستے پر آجائیں۔" (سورہ بقرہ، آیت 186)

اس آیت کا سابقہ آیات سے تعلق ہے یعنی روزہ رکھنے سے انسان کی دعا مستجاب ہوتی ہے روزہ دار شخص، اللہ کا محبوب ہے اور اللہ اپنے محبوب کی دعا رد نہیں کرتا۔

۴) پروردگار نے ہر نیک عمل کے لیے ایک خاص مقدار میں ثواب معین کر رکھا ہے، لیکن ماہ رمضان میں یہ ثواب کئی گنا ہو جاتے ہیں۔ نبی اکرمؐ اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جو شخص اس مہینے میں کسی مؤمن روزہ دار کو افطاری دے گا، پروردگار اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب دے گا اور اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دے گا۔ جو شخص اس مہینہ میں ایک واجبی نماز ادا کرے گا خداوندا سے ستر (70) واجبی نمازوں کا ثواب عطا فرمائے گا اور جو شخص ایک آیت قرآن کی تلاوت کرے گا، تو اسے ایک قرآن ختم کرنے کا ثواب دے گا۔

۵) ماہ رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ أَبْوَابَ الْجِنَانِ فِي هَذَا الشَّهْرِ مُفَتَّحَةٌ۔

چونکہ جنت کے دروازے کھلے ہوئے، جہنم کے دروازے بند اور شیاطین قید میں ہوتے ہیں

لہذا یہ انسان کیلئے بہترین موقع ہوتا ہے کہ اپنی اصلاح اور تہذیب و تطہیر نفس کیلئے آزادانہ طور اقدامات کر سکے۔

دوسرا محور: اعمال ماہ رمضان المبارک

تم سب کو اِس ماہ میں خدا کی مہمانی کی طرف دعوت دی گئی ہے۔ ظاہری بات ہے کہ خداوند کی یہ دعوت و مہمانی ایک ایسی نورانی محفل ہے کہ جس میں انسان اپنے گناہوں کے ساتھ کسی بھی صورت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ ایسی دعوت سے بہرہ مند ہونے کیلئے لازمی ہے کہ انسان خود کو گناہوں کی کثافتوں اور نجاستوں سے پاک کرے اور یہ مہینہ انسان میں یہ صلاحیت پیدا کرتا ہے۔

اس کے علاوہ جس طرح میزبان پر لازم ہے کہ وہ اپنے مہمانوں کی اچھی طرح مہمان نوازی کرے اسی طرح مہمانوں پر بھی میزبان کے سلسلہ میں کچھ ذمہ داریاں ہیں کہ ان کا برتاؤ بھی میزبان کے شایان شان ہوں۔ اس مہینے میں روزہ داروں کے حالات، عادات واطوار اور رفتار و کردار دوسرے مہینوں سے الگ ہوں اور انہیں مندرجہ ذیل اعمال کو مزید اخلاص اور توجہ کے ساتھ انجام دینا چاہیے:

۱) تلاوت قرآن کریم

اس خطبہ میں رسول خدا (ص) نے حکم روزہ کے بعد جس چیز کی زیادہ تاکید فرمائی ہے، وہ تلاوت قرآن کریم ہے۔ آنحضرت (ص) نے ارشاد فرمایا:

سچی نیتوں اور پاک و پاکیزہ دلوں سے اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ تمہیں اس مہینہ میں روزہ رکھنے اور قرآن کی تلاوت کی توفیق عنایت فرمائے گا۔ ماہ رمضان میں قرآن کریم کی تلاوت اور اس کی آیات میں تدبر و تفکر کو ایک خاص اہمیت اور فضیلت حاصل ہے، اس لیے کہ یہ مہینہ نزول قرآن کا مہینہ ہے اور شاید ماہ رمضان کی فضیلت کا ایک اہم سبب یہی ہے کہ اس مہینہ میں قرآن

نازل ہوا ہے، جیسا کہ پروردگار نے ارشاد فرمایا:

شَهرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنزِلَ فِیهِ الْقُرآنُ هدًی لِلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِنَ الْهدَی وَالْفُرقَان

ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت اور حق و باطل کے امتیاز کی واضح نشانیاں موجود ہیں۔ (سورۂ بقرہ، آیت 185)

اگرچہ اس مہینہ میں تلاوت قرآن کا بہت ثواب ہے لیکن تلاوت اس کتاب سے استفادہ کا پہلا اور ادنیٰ مرحلہ ہے۔ مؤمنین کو صرف اسی پر اکتفاء نہیں کرنا چاہیے بلکہ انہیں اس بات کی پوری کوشش کرنی چاہیے کہ قرآنی مفاہیم و تعلیمات سے زیادہ سے زیادہ روشناس ہوں اور اس میں تدبر کر کے قرآنی احکام و تعلیمات کو اپنی زندگی میں جاری کریں اور اس کی نورانی آیات پر عمل کر کے اپنی دنیاوی اور اخروی زندگی کو منور کریں۔ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ جَعَلَهُ أَمَامَهُ قَادَهُ إِلَی الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَهُ سَاقَهُ إِلَی النَّار

جو شخص قرآن کو آگے رکھے گا اور زندگی میں اس کی پیروی کرے گا قرآن، قیامت میں اسے جنت کی طرف رہنمائی کرے گا اور جو قرآن کو پس پشت ڈال دے گا اور اس کے دستورات سے لاپرواہی کرے گا، قرآن اسے جہنم میں دھکیل دے گا۔ (الکافی ج:2 ص:599)

۲) دوسروں کے ساتھ نیکی

انسان جتنا اپنے معبود سے نزدیک ہوگا اور اس کا رابطہ اپنے رب سے جتنا مضبوط ہوگا، وہ اتنا ہی بندگان خدا کے ساتھ مہربان ہوگا اور ان کی حاجتیں پوری کرنے کی کوشش کرے گا۔ رسول اکرم (ص) جو خدا کے سب سے مقرب بندے ہیں، قرآن نے انہیں عالمین کے لیے رحمت قرار دیا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (سورۂ انبیاء، آیت 107)

اور آنحضرت (ص) نے فرمایا:

مَنْ أَصْبَحَ لاَ یَهْتَمُّ بِأُمُورِ الْمُسْلِمِینَ فَلَیْسَ مِنْهُمْ

جو بھی اس حالت میں اپنے دن کو شروع کرے کہ اسے دوسرے مسلمانوں کی کوئی فکر نہ ہو تو، ایسا شخص مسلمان نہیں ہے۔(الکافی، جلد ۲، صفحہ ۱۶۴)

لہٰذا اسلام میں ایسی گوشہ نشینی جائز نہیں جو دیگر مسلمانوں کے امور سے بے توجہی اور لاپرواہی کا سبب بنے۔

رسول اکرم (ص) نے اس خطبہ میں دوسروں کے ساتھ نیکی اور احسان کے مختلف مصادیق کی طرف توجہ اور تاکید فرمائی ہے: جیسے فقراء و مساکین کی مالی امداد، بڑوں کا احترام و اکرام اور چھوٹوں کے ساتھ مہربانی، رشتہ داروں سے صلہ رحم، یتیموں کے ساتھ شفقت و مہربانی، مؤمن روزہ دار کو افطاری دینا اور دوسروں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا۔

وَ تَصَدَّقُوا عَلَى فُقَرَائِكُمْ وَ مَسَاكِينِكُمْ وَ وَقِّرُوا كِبَارَكُمْ وَارْحَمُوا صِغَارَكُمْ وَ صِلُوا أَرْحَامَكُمْ ۔۔۔ وَتَحَنَّنُوا عَلَى أَيْتَامِ النَّاسِ

اپنے فقراء اور مساکین کو صدقہ دو، اور اپنے بڑوں کا احترام کرو اور اپنے چھوٹوں پر مہربانی کرو اور صلہ رحم کرو اور دوسروں کے یتیموں پر شفقت و مہربانی کرو۔

۳) خدا اور اولیائے خدا سے قریبی رابطہ

ماہ رمضان، پروردگار اور خاصان و مقربان درگار الٰہی سے قریب ہونے اور ان سے رابطے کو مضبوط و مستحکم کرنے کا بہترین موقع ہے۔ رسول خدا (ص) نے اس خطبہ میں مؤمنین کو توبہ و استغفار کی دعوت دی ہے تا کہ وہ گذشتہ گناہوں سے پاک و پاکیزہ ہو کر خدا سے رابطہ برقرار کر سکیں۔ آپ (ص) نے ارشاد فرمایا:

وَ تُوبُوا إِلَى اللهِ مِنْ ذُنُوبِكُمْ ۔۔۔ إِنَّ أَنْفُسَكُمْ مَرْهُونَةٌ بِأَعْمَالِكُمْ فَفُكُّوهَا بِاسْتِغْفَارِكُمْ وَ ظُهُورَكُمْ ثَقِيلَةٌ مِنْ أَوْزَارِكُمْ فَخَفِّفُوا عَنْهَا بِطُولِ سُجُودِكُمْ

بارگاہ خدا میں اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔ تمہاری جانیں تمہارے اعمال کی قیدی ہیں، انہیں استغفار کے ذریعہ آزاد کراؤ۔ تمہاری پیٹھ (پشت) گناہوں کی وجہ سے سنگین ہو گئی ہیں، انہیں

طولانی سجدوں کے ذریعہ ہلکا کرو۔

نیز رسول خدا (ص) اور ہادی امت سے اپنا رابطہ مضبوط و مستحکم رکھنے اور اس رابطے کی برکتوں سے بہرہ مند ہونے کے لیے آپ (ص) نے صاحبان ایمان کو اپنے او پر زیادہ سے زیادہ درود و صلوات بھیجنے کی تاکید و ترغیب فرمائی ہے:

وَ مَنْ أَكْثَرَ فِيهِ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَيَّ ثَقَّلَ اللهُ مِيزَانَهُ يَوْمَ تَخِفُّ الْمَوَازِينُ

جو شخص اس مہینے میں مجھ پر زیادہ سے زیادہ صلوات بھیجے گا، خداوند اس کے اعمال کے وزن کو اس دن سنگین کر دے گا، جب بہت سے لوگوں کے اعمال کے وزن ہلکے ہوں گے۔

تیسرا محور: تقویٰ و پرہیز گاری

امیر المؤمنین حضرت علی (ع) فرماتے ہیں: میں اس خطبہ کے دوران کھڑا ہوا اور رسول خداؐ سے سوال کیا:

اس مہینے میں سب سے برتر اور افضل عمل کیا ہے؟ رسول اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا: خدا کی حرام کردہ چیزوں سے پرہیز کرنا:

الْوَرَعُ عَنْ مَحَارِمِ اللهِ۔
''گناہوں کو ترک کرنا۔''

جسے اسلامی اصطلاح میں تقویٰ کہا جاتا ہے، قرآن مجید اور روایات معصومین علیہم السلام میں اس کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اور اسے تمام کمالات اور خوبیوں کا سرچشمہ کہا گیا ہے۔ قرآن مجید نے تقویٰ کو بہترین زاد آخرت بتایا ہے:

فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى (سورۂ بقرہ، آیت 197)

حضرت علی (ع) نے ارشاد فرمایا:

بندگان خدا! میں تمہیں تقویٰ الٰہی کی نصیحت کرتا ہوں کہ یہ تمہارے اوپر اللہ کا حق ہے اور اس

سے تمہارا حق پروردگار پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے لیے اللہ سے مدد مانگو اور اس کے ذریعہ اسی سے مدد طلب کرو کہ یہ تقویٰ آج دنیا میں سپر اور حفاظت کا ذریعہ اور کل جنت تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ اس کا مسلک واضح اور اس کا راہرو فائدہ حاصل کرنے والا ہے۔ (نہج البلاغہ، خطبہ 191)

روزے کی بھوک اور پیاس کو قیامت کی یاد کا باعث قرار دیا گیا ہے جو تقوی کے حصول کے لیے انتہای موثر ہے پیغمبر اسلام اسی خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَ اذْكُرُوا بِجُوعِكُمْ وَ عَطَشِكُمْ فِيهِ جُوعَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ عَطَشَهُ۔

اس مہینے میں روزے کی وجہ سے جو تمہیں پیاس اور بھوک لگتی ہے، اس سے قیامت کے دن کی پیاس اور بھوک کو یاد کرو

نیز تقوی کے حصول کے لیے حواس کی حفاظت پر زور دیا گیا ہے

واحْفَظُوا أَلْسِنَتَكُمْ وَ غُضُّوا عَمَّا لَا يَحِلُّ النَّظَرُ إِلَيْهِ أَبْصَارَكُمْ وَ عَمَّا لَا يَحِلُّ الِاسْتِمَاعُ إِلَيْهِ أَسْمَاعَكُمْ۔

اپنی زبانوں کو ہر قسم کی برائی سے بچاؤ اور اپنی نگاہوں کو ان چیزوں کی طرف دیکھنے سے بچاؤ جنہیں دیکھنا جائز نہیں (حرام ہے) اور اپنے کانوں کو ایسی آوازوں سے بچاؤ کہ جنہیں سننا حرام ہے۔

حضرت زہرا سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں:

مَا يَصْنَعُ الصَّائِمُ بِصِيَامِهِ إِذَا لَمْ يَصُنْ لِسَانَهُ وَ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ وَ جَوَارِحَهُ،

روزہ دار اپنے اس روزے کا کیا کرے گا، جس میں وہ اپنی زبان، سماعت، بصارت اور اعضاء کو محفوظ نہ رکھے۔ (دعائم الاسلام: ج1 ص268)

چوتھا محور: امیر المؤمنین حضرت علی (ع) کا تعارف

رسول خدا (ص) حضرت علی (ع) کے سوال کا جواب دینے کے بعد رونے لگے۔ امیر

المؤمنین (ع) نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے گریہ کا سبب کیا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا:

اے علی! میں تمہارے لیے رو رہا ہوں، اس لیے کہ اسی مہینے میں ایک دن تمہارا خون بہایا جائے گا۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم بارگاہ الٰہی میں نماز میں مصروف ہو اور اولین و آخرین میں سب سے زیادہ شقی اور بدبخت شخص تمہارے سر پر ضربت لگا رہا ہے اور تمہاری داڑھی سر کے خون سے رنگین ہو گئی ہے۔ حضرت علی (ع) نے رسول خدا (ص) کے اس کلام کو سننے کے بعد ایک بہت ہی اہم اور سبق آموز سوال فرمایا:

کیا اس وقت میرا دین سالم ہوگا؟ رسول خدا نے فرمایا: بے شک سالم ہوگا۔

حضرت علی (ع) کا یہ سوال اس بات کی علامت ہے کہ ایک مؤمن کو کس حد تک اپنے دین و ایمان کی سلامتی کی فکر میں رہنا چاہیے، بالخصوص موت اور اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کرتے وقت، اس لیے کہ بعض روایات کی روشنی میں موت کے وقت شیطان اپنی پوری کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح مؤمن کے ایمان کو اس سے چھین لے۔ بسا اقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان ایمان و اعتقاد کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے باوجود اپنے بعض گناہوں کی وجہ سے موت کے وقت ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شقی و بدبخت بن جاتا ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ بارگاہ الٰہی میں تضرع وزاری اور اولیائے خدا سے توسل کے ذریعے سے اپنے ایمان کو ان حضرات کے حوالہ کر دیں اور ان سے درخواست کریں کہ موت کے وقت ہمارے ایمان کو ہمیں واپس کر دیں اور اس کی حفاظت فرمائیں تاکہ ہم اس دنیا سے با ایمان رخصت ہوں اور اس طرح زندگی بسر کریں کہ جب موت کا وقت نزدیک آئے تو ہم اطاعت معبود میں ہوں۔

قرآن مؤمنین سے ایسی ہی موت چاہتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

ایمان والو! اللہ سے اس طرح ڈرو کہ جیسا ڈرنے کا حق ہے اور خبردار ایسی حالت میں نہ مرنا مگر یہ کہ تم مسلمان ہو۔ (سورۂ آل عمران، آیت 102)

اس خطبہ میں بھی رسول خدا (ص) نے حضرت علی (ع) کو اپنا ہم رتبہ اور ہم مرتبہ قرار دیتے ہوئے، امام علی (ع) کو مخاطب قرار دے کر فرمایا:

يا عليّ، مَن قَتلكَ فَقد قَتلَنِي، و مَن أبغَضَكَ فَقَد أبغَضَني، و مَن سَبّكَ فَقَد سَبّنِي، لأنّكَ مِنّي كَنَفسِي، روحُكَ مِن روحي، و طِينتُكَ مِن طينتِي

اے علیؑ! جس نے تمہیں قتل کیا، اس نے مجھے قتل کیا، جس نے تم سے عداوت کی، اس نے مجھ سے عداوت کی، جس نے تمہیں برا بھلا کہا، اس نے مجھے برا بھلا کہا، اس لیے کہ تم میری جان کی مانند ہو، تمہاری روح میری روح میں سے ہے اور تمہاری طینت میری طینت میں سے ہے۔

جس طرح ولایت نبی آپ (ص) کی نبوت و رسالت میں ظاہر ہوتی ہے اور تمام لوگوں پر آپ کے فرامین پر عمل کرنا واجب ہے، اسی طرح اوصیائے نبی (ص) کی ولایت، ان حضرات کی امامت میں ظاہر ہوتی ہے اور سب پر واجب ہے کہ ان کی امامت پر ایمان لائیں اور ان کے حکم کی اطاعت کریں۔ رسول خدا (ص) نے حضرت علی (ع) سے فرمایا:

إنّ الله تبارك و تعالى، و أختارَني للنبوّة، وَ أختارَكَ لِلإمامَةِ، و مَن أنكَرَ امامَتَكَ فَقَد أنكَرَ نُبُوّتِي

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے نبوت کے لیے اور تمہیں امامت کے لیے منتخب کیا۔ پس جس نے بھی تمہاری امامت کا انکار کیا، اس نے میری نبوت کا انکار کیا ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

يا عَلِي أَنْتَ وَصِيي وَ أَبُو وُلْدِی وَ زَوْجُ ابْنَتِي وَ خَلِيفَتِي عَلَى أُمَّتِي فِي حَياتِي وَ بَعْدَ مَوْتِي أَمْرُكَ أَمْرِي وَ نَهْيك نَهْيِي

اے علی! تم ہی میرے وصی، میرے بچوں (حسنین علیہما السلام) کے والد اور میری بیٹی کے شوہر ہو۔ میری امت کے درمیان میری زندگی میں اور میری وفات کے بعد میرے جانشین

ہو۔ تمہارا حکم میرا حکم اور تمہاری نہی میری نہی ہے۔

رسول خدا (ص) خطبۂ شعبانیہ کے آخری حصہ میں اس طرح فرماتے ہیں:

أُقْسِمُ بِالَّذِی بَعَثَنِی بِالنُّبُوَّةِ وَ جَعَلَنِی خَیرَ الْبَرِیةِ إِنَّك لَحُجَّةُ اللهِ عَلَی خَلْقِهِ وَ أَمِینُهُ عَلَی سِرِّهِ وَ خَلِیفَتُهُ عَلَی عِبَادِہ

قسم اس ذات پاک کی جس نے مجھے نبی بنایا اور مخلوقات میں سب سے افضل قرار دیا، بے شک تم خلق خدا پر اس کی حجت ہو، سر الٰہی کے راز دار اور بندگان خدا پر خلیفۃ اللہ ہو۔

ماہ رمضان میں داخل ہونے کی شرائط:

ماہ رمضان کی برکات سے فیض یاب ہونے کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے:

ایک ماہ رمضان کا ہونا اور دوسرا انسان کی ظرفیت اور گنجائش کی وسعت، یعنی انسان ماہ رمضان میں داخل ہونے کے لیے تیار ہو اور اس مبارک مہینے کی خاص برکات کا معتقد ہو۔ اگر انسان زبان سے کہے کہ ماہ رمضان، رحمت، مغفرت اور برکت کا مہینہ ہے، لیکن دل سے اس بات کا معتقد نہ ہو تو اس مہینے سے متعلق برکات کو حاصل نہیں کر پائے گا۔

جب اس مہینے کا دوسرے مہینوں سے فرق ہے تو اس میں جو خداوند کی رحمت نازل ہوتی ہے وہ بھی دوسرے مہینوں سے بڑھ کر ہے، جو خدا اس مہینے کو دوسرے مہینوں پر فضیلت دے سکتا ہے، وہی خدا اس مہینے میں نیکیوں کے ثواب کو بڑھا بھی سکتا ہے، یہاں تک کہ عمل انجام دیئے بغیر بھی ثواب دیتا ہے، سانسیں انسان کے اختیار سے ہٹ کر چل رہی ہیں تو تسبیح لکھی جا رہی ہے، انسان سو رہا ہے تو عبادت لکھی جا رہی ہے۔ لہٰذا بخشش و عطا کی فراوانی کی خبر سُن کر اس کا انکار نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ عطا کرنے والا کریم، سخی اور لامحدود خزانوں کا مالک ہے۔

یہاں ایک نکتے کی جانب اشارہ ضروری ہے کہ ماہِ رمضان میں خدا ہمیں بھوکا و پیاسا کیوں رکھنا چاہتا ہے؟ اِس بھوک و پیاس سے وہ اپنے اور ہمارے لیے کس چیز کا خواہاں ہے؟

اِس کا جواب یوں دیا جاسکتا ہے:

1) نہ تو خداوند کے کارخانہ قدرت میں پانی کی کمی ہوتی ہے اور نہ ہی رزق کی کہ جس کی وجہ سے وہ ہمیں بھوکا پیاسا رہنے کا حکم دے۔

2) دوسری بات یہ کہ اُس نے جو عبادات ہم پر فرض کی ہیں اُن کا فائدہ ہماری ہی ذات کو ہوتا ہے کیونکہ اُسے نہ ہماری عبادت سے کوئی فائدہ ہوتا ہے اور نہ ہی معصیت و نافرمانی سے کوئی نقصان۔

3) خداوند اِس بھوک و پیاس سے ہمیں:

الف: اپنے معاشرے سے مربوط اور غریب افراد سے ہمدردی کا احساس پیدا کرنے

ب: قیامت کی بھوک و پیاس کو یاد کرنے

ج: صحت و سلامتی اور طول عمر عطا کرنے

د: خدا کی زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے

ہ: غور و فکر کی عادت ڈالنے جیسے دوسرے فوائد کی جانب ہمیں متوجہ کرانا چاہ رہا ہے۔

آنحضرت (ص) کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ: بہشت کا ریان (سیراب شدہ) نام کا ایک دروازہ ہے کہ اس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔

(وسائل الشیعہ، ج10، ص404؛ وشیخ صدوق، معانی الاخبار، ص409)

مرحوم شیخ صدوق اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ:

بہشت کے اس دروازے کے لیے اس نام کا انتخاب اس لیے کیا گیا ہے کہ، روزے دار کی زیادہ زحمتیں پیاس کی وجہ سے ہوتی ہیں، جب روزہ دار اس دروازے سے بہشت میں داخل ہوتا ہے، تو وہ یوں سیراب ہوگا کہ پھر اس کے بعد کبھی بھی اسے پیاس نہیں لگے گی۔

(معانی الاخبار، ص409)

نتیجہ:

ماہ رمضان خداوند کی اتنی بھر پور رحمت کا مہینہ ہے کہ جس میں حتی سانس لینا تسبیح شمار ہوتا ہے اور سونا عبادت شمار ہوتا ہے، عمل قبول ہوتے ہیں اور دعائیں مستجاب ہوتی ہیں، جب سونا عبادت ہے تو بیداری میں عبادت کرنے کی فضیلت تو اور زیادہ بڑھ چڑھ کر ہے، اس مبارک مہینے میں جب اتنی آسانی سے ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے تو روزہ دار کو چاہیے کہ اپنا زیادہ تر وقت اللہ کی عبادت میں مصروف رہے اور نیک اعمال انجام دے کیونکہ اس مہینے میں اعمال قبول ہوتے ہیں اور دعائیں بھی بہترین طرح کی مانگے، کیونکہ اس مہینے میں دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔

❁❁❁❁❁